رابطہ

بسم الله الرحمن الرحيم

Worship Allah, and do not associate with him anything and be good to parents and to kinsmen and orphans and the needy and the close neighbor and the distant neighbor and the companion at your side and the way farer and to those (slaves who are) owned by you. Surely, Allah not like those who are arrogant, proud.

(Al-Nisa#36)

IDARA-E-AKHWAN-US-SADAT GULAOTHI (REGD.)

Maintaining a close and cordial relationship between all members providing help and support for the members socially and economically.

Office: 15-G, First Floor, 43rd Street, Block-6, P.E.C.H.S. Karachi.

021-34521141-42-43 / 0335-3155777

akhwan.gulaoti@gmail.com

https://www.facebook.com/share/xZAwDfNZ9ezosttg/?mibextid=A7sQZp

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہی جو دُکھ بھرے موسم کی ویرانی میں سینوں پر دھنک لمحوں کی خوشبو سے مہکتا ہاتھ رکھتا ہے
دلوں کو جوڑتا ہے اور پھر اُن میں محبت نام کی سوغات رکھتا ہے، سفر میں راستے گم ہوں،
ردائے گمرہی کتنی ہی میلی ہو، غموں کی دھوپ پھیلی ہو۔۔۔اُسے کوئی کہیں جس وقت اور
جس حال میں آواز دیتا ہے، وہ سنتا ہے، بہت ہی مہرباں ہے رحم کرتا ہے، وہی سچ ہے،
ہمیں سچ بولنے کا حکم دیتا ہے، سو اُس کو یاد کرتے ہیں اُسی کے نام سے آغاز کرتے ہیں

سلیم کوثر

اداریہ

محترم اراکین ادارہ
السلام علیکم!

ادارہ اخوان السادات گلاؤ ٹھی کے سہ ماہی رابطہ (۲۰۲۴) کا دوسرا شمارہ حاضرِ خدمت ہے۔ سب سے پہلے سال رواں میں حج کی سعادت حاصل کرنے والے احباب کو مبارک۔ ہمارے لیے یہ بات خوش آئند ہے کہ خاندان کے لوگ ہماری اس کاوش کو نا صرف تحسینی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں بلکہ دامے درمے سخنے ہمارے ساتھ ہیں۔ کچھ افراد نے اپنی تخلیقی اور تصنیفی نگارشات رابطہ میں اشاعت کے لیے بھیجی ہیں۔ خصوصاً چودہ سالہ ریان کی انگریزی نظم "Corruption Of Us Mortals" قابل توجہ ہے۔ اسی طرح مسز لبنٰی واسطی کا انگریزی مضمون: " Tribute to Major Hasan" بھی خوب ہے۔ جب کہ سید خالد کمال کا مضمون "توصیف نامہ بنام سید شمیم الدین احمد" عمدہ تاثراتی تحریر ہے۔ اس کے علاوہ مسز درخشاں جعفری کا "مقصدِ حیات" بھی ایک تعمیری مضمون ہے۔ ادارہ امید کرتا ہے کہ خاندان کے جن لوگوں نے اپنے اپنے شعبے میں اگر کوئی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں تو اُن کی تفصیل تحریری صورت میں ارسال کریں تاکہ انھیں "رابطہ" کی اشاعت میں شامل کیا جاسکے۔ امید کی جاتی ہے کہ خاندان کے افراد اپنی تحریریں "رابطہ" میں اشاعت کے لیے ادارے کو بھیجتے رہیں گے۔

اس شمارے کی اشاعت میں جن لوگوں کا خصوصی تعاون رہا ہے ان میں سید حافظ شفیع الدین مرحوم (فیملی)، سید عرفان رحمت مرحوم (فیملی)، سید محمد احمد واسطی مرحوم (فیملی)، سید محبوب علی زیدی مرحوم (فیملی)، سید محمود واسطی مرحوم (فیملی)۔ ادارہ ان خاندانوں کی معاونت پر تہنیت پیش کرتا ہے۔

دعا گو

سید فرخ غنی

جنرل سیکریٹری

اخوان السادات، گلاؤ ٹھی

ادارتی بورڈ

سید وسیم ہاشمی
صدر

پروفیسر سید شاہد کمال
مدیر

مجلس مشاورت

سید معروف حسن واسطی
ڈاکٹر ثمینہ واسطی
سید فرخ غنی
سید خرم نظام

حمد ربِ جلیل

حمد گو: سہیل احمد صدیقی

یااللہ، یارحمٰن، یارحیم
تیرے کرم کی آس ہے مولا
توسلطانِ کریم
تیراکرم ہو جائے جومالک
ہم سب ہوں گے فہیم
لطف بہم کر، ہم پر کرم کر
توہی رؤف، رحیم
یااللہ، یارحمٰن، یارحیم
توستّار ہے، توغفّار ہے
توعالم توبصیر
توظاہر ہے اور باطن تو
توہی علیم وخبیر
جنّ وملک اور ہم سے انساں
تیرے در کے فقیر
یااللہ، یارحمٰن، یارحیم
توقائم ہے اور دائم تو
تواوّل توقدیم
تیرے کرم کی آس ہے مولا
تیرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدقے مولا
ملک یہ ہوگا عظم
پاکستان عظیم!
یااللہ، یارحمٰن، یارحیم

جلیبی

پروفیسر شاہد کمال

جلیبی بھی عجیب چیز ہے۔ نہ یہ گول ہے نہ لمبی نہ چوکور نہ تکون نہ تو کوئی متعین شکل ہے بحیثیت میٹھی ہے لیکن مٹھائی نہیں ہے، کہیں سرخ رنگ کی ہے تو کہیں زرد اور کہیں بے رنگ، جیسی شکل بنادو ویسی بن جاتی ہے، جیسا رنگ ڈال دو ویسی رنگ جاتی ہے۔ شیرے میں ڈبو تو میٹھی ہو جاتی ہے، دودھ میں ڈبودیں تو دودھ جذب کر لیتی ہے، غرض کہ اس کے اندر جذب کی قوت بلا کی ہوتی ہے، عام طور پر اسے شیرے میں غوطہ دے کر فوراً نکال لیا جاتا ہے کیوں کہ اگر زیادہ دیر ڈبو کر رکھا جائے تو اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ یہ شیرے میں شیرا ہو جائے مگر یہ گرم گرم کھالی جاتی ہے تو مزا دیتی ہے، ٹھنڈی ہو جائے تو زہر لگتی ہے۔ لوگ اسے مخصوص موقعوں پر خریدتے ہیں۔ یہ لوگوں کو کم پیسوں میں زیادہ سخاوت دکھانے کا موقع فراہم کرتی ہے گویا کہ ہر غریب یا کنجوس آدمی اس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور یہ بیچاری غریب کی جورو کی طرح سب کی بھابھی بنی رہتی ہے۔ نیاز نذر کے کام آتی ہے اور پیش کرنے کے بجائے عموماً راستہ چلتوں میں تقسیم کی جاتی ہے اور اکثر اچھے بھلے انہی سوچ میں گم کسی راہ گیر کے انہماک کو برباد کرنے کا سبب بنتی ہے۔ بڑوں سے زیادہ بچوں میں مقبول ہوتی ہے، کیوں کہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی اسے مہمانوں کے آگے بھی رکھا جاتا ہے۔ سفید پوش لوگ اسے چھپ چھپ کر کھاتے ہیں۔ اس کی شکل کے بارے میں آپ بہت غور کریں تب بھی سمجھ نہیں آتا کہ یہ کیسی ہے۔ بیچنے والا شروع میں گول گول اور چھوٹی چھوٹی بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن جیسے جیسے گاہکوں کی بھیڑ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس کی گولائی لمبوتری شکل اختیار کرتی جاتی ہے اور پھر جیسے بنتی ہے، بنتی جاتی ہے اور شرط چونکہ یہ ہے کہ گرم گرم کھالی جائے اس لیے کھانے والے کے پاس اس کی شکل کے بارے میں غور کرنے یا تبصرہ کرنے کا موقع بھی ہوگا، ہاں ایک بات بڑی حد تک متفقہ ہو سکتی ہے کہ ہئیت کے اعتبار سے ایک الجھا ہوا پائپ ہے جس کا قطر عین متعین ہے کچھ ہونا ہو اس میں انجذاب کی جو خصوصیت پائی جاتی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ یورپ میں ایک شخص نے جلیبی کی دکان کھولی تو دیسی لوگ کھانے کو ٹوٹ پڑے، روز ہجوم لگ جاتا۔ لوگ کلو کے حساب سے خریدتے لیکن ایک انگریز آتا اور روز ایک جلیبی خریدتا، کافی دن بعد جب دکان دار سے نہ رہا گیا اور اس نے ایک جلیبی کی خریداری کی وجہ دریافت کی تو وہ بولا میں

اسے گھر لے جا کر اتنے دنوں سے یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہوں کہ جہاں سے اس میں شیرا گھستا ہے وہاں سے نکلتا کیوں نہیں۔ ہے نہ کوالٹی کی بات۔ گویا کہ یہ انجذاب نہیں پردہ داری کی صفت ہے جو کسی اور خردنی شے میں نہیں پائی جاتی۔ یہ ایک غریب پرور میٹھی چیز ہے جو کبھی آج تک بڑی بڑی دکانوں پر بکتی نہیں دیکھی گئی۔ چھوٹی دکان والا بھی اگر بناتا ہے تو دکان کے باہر بناتا ہے اور وہیں بیچ کر ختم کر دیتا ہے، دکان کے اندر نہیں لے جاتا۔ واللہ عالم بالصواب۔

عموماً یہ ٹھیلوں اور تھڑوں پر بنائی جاتی ہے اور وہیں بکتی ہے۔ ہم نے اسے نیاز نذر کے موقع کے علاوہ برسات کے موسم میں بھی خوب فروخت ہوتے دیکھا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس قدر قبول عام چیز کے مقدر میں یہ بے قدری کیوں لکھ دی گئی ہے۔ حالانکہ لڈو کے بعد یہ دوسری میٹھی چیز ہے جو محاورے میں استعمال ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جلیبی کی طرح سیدھا ہونا، چونٹی سے کہنا جلیبی کی رکھوالی وغیرہ کے اس قدر مستند ہونے کے باوجود جلیبی کو وہ عزت حاصل نہیں جس کی یہ حق دار ہے۔ اسے مٹھائی ہونے کے باوجود مٹھائیوں میں شمار نہیں کیا جاتا، اسی لیے آپ نے کبھی اس کو مٹھائی کے ڈبے میں نہیں دیکھا ہو گا، ایسا کیوں ہے شاید اس کا قصور غریب پروری ہے۔ بحیثیت مجموعی یہی وہ صفت ہے جو اسے انسان سے قریب کرتی ہے۔ جیسا کہ اپنی تمام تر قبولیاتی صفات کے باوجود ہمارے معاشرے میں نچلے طبقے کے لوگ انسان ہوتے ہوئے بھی انسانوں میں شمار نہیں کیے جاتے۔ یہ معاشرے میں اپنی مٹھاس بانٹنے کے باوجود انسانوں میں شمار نہیں کیے جاتے۔ اپنے سینے میں دنیا بھر کے دکھ جذب کیے مسکراتے رہتے ہیں، اپنے خاندان اور اپنے معاشرے کا ایندھن بنے رہتے ہیں۔ لوگ ان کی افادیت کے لیے انھیں ڈھونڈتے ہیں، ان کے حصول کے لیے منتظر رہتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ان کی توانیاں ماند کرنے سے پہلے پہلے انھیں اپنا نوالہ بنالیں، لیکن غیر توانا لوگوں سے ٹھنڈی جلیبی کی طرح منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ نچلا طبقہ بھی جلیبی ہی کی طرح ہوتا ہے جس کی کوئی شکل متعین نہیں ہوتی۔ ہر سانچے میں ڈھل جاتا ہے، جس شیرے میں ڈبو دو اس کو جذب کر کے اپنی حیثیت بدل لیتا ہے۔ لیکن اپنی شناخت کے لیے آواز نہیں اُٹھاتا، چپ چاپ وقت کی کڑھائی میں جلتا ہے، پھر نکال کر فریب کے برتن میں غوطہ دے کر نکال لیا جاتا ہے۔ اس سوسائٹی کو فوراً فائدہ پہچانا ہے، جو بچ جاتا ہے اسے کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ بھی جلیبی کی طرح بانٹا جاتا ہے۔ پیش نہیں ہوتا۔ گھر سے باہر تک اس کا ایک ہی کام ہے خاموشی سے اپنی مٹھاس کی حفاظت کرنا اور خرچ ہو جانا بالکل جلیبی کی طرح۔

چراغ اور ہوا کا کالمہ

ندیم ماہرؔ۔ دوحہ قطر

نہ جانے کیا چراغ نے ہوا کے کان میں کہا

ہوا لرز لرز گئی ہوا بکھر بکھر گئی

کبھی ہوا اِدھر گئی کبھی ہوا اُدھر گئی

زمیں کی سمت وہ گری وہ سوئے آسماں گئی

سمندروں کے جسم پر وہ تیرتی چلی گئی

وہ اس خلا میں اس فضا میں دور تک چلی گئی

عجب شکن جبیں پہ تھی عجب تھکن بدن پہ تھی

ہر ایک اُس سے پوچھتا تھا اے ہوا! یہ کیا ہوا

یہ ہانپنا یہ کانپنا یہ کیسا ہاؤ بھاؤ ہے

کہاں کو چل چلاؤ ہے، کدھر کا یہ بہاؤ ہے

ہوا نے لمبی سانس لی، حواس کو جمع کیا

کہا کہ اک چراغ سے مرا مکالمہ ہوا

بس اس کی ایک بات نے مرے حواس گم کئے

وہ مجھ سے کہہ رہا تھا "اے ہوائے تند خو"

اگر میں بجھ بھی جاؤں گا تو یہ بتا

کہ پھر تجھے ملے گا کیا

کہ میں تو اک دیا ہوں بس

میں اک ضیا کی بوند ہوں میں زندگی کی آس ہوں

میں تیرگی میں آس ہوں، میں نور کا لباس ہوں

اے ہوا! تو مت بجھا، یہ میری لو نہیں فقط

علامتِ سحر ہے یہ بشارت و نوید ہے

یہ میری تھرتھراتی لو جو بجھ گئی تو یاد رکھ

یہ زندگی، یہ بندگی، یہ روز و شب کے سلسلے

زمیں بھی تھم ہی جائے گی فلک بھی رک ہی جائیں گے

یہ میری ٹمٹماتی لو نوید لے کے آئے گی

یہی تو صبح لائے گی، تو میری لو کو مت بجھا

تو میری لو کو مت بجھا

توصیف نامہ بنام سید شمیم الدین احمد

جن کو ہم سب شمی ماما، شمی چاچا یا شمی بھائی کہتے تھے۔ وہ میرے بچپن کی ایسی قد آور اور دراز شخصیت تھیں جن کی سب ہی تعظیم کرتے تھے۔ میں نے زندگی میں کسی سے اتنی فرمائشیں کبھی نہیں کیں جتنی ان سے کیں اور کسی کو انھوں نے تواتر اور پابندی سے پورا نہیں کیا، جیسے ہم لوگ گیس بجلی کے بل بھرتے ہیں اور مجھ جیسے لوگوں کی بہت لمبی لائن تھی جس میں سے دسیوں کے بارے میں میں جانتا تک نہیں تھا میرا اور ان کا ساتھ چند مہینے رہا لیکن انھوں نے میرا ہاتھ ایسا پکڑا کے وہ آج تک میرے قریب ہیں میرے ابتدائی دور میں ہر معاملہ میں میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی ان کو میری فکر ایسی ہوتی تھی جیسے اپنی اولاد کی ہوتی ہے۔ یہ تھے میرے شمیم ماما، میں انہی کی مدد سے کینیڈا گیا، انھوں نے میرے لیے کیا کیا نا کیا۔ 1973ء شارلیٹ ٹاؤن میں لے دے کر کوئی درجن بھر ہندوستانی، پاکستانی گھر تھے ہم سب کی سوشل لائف انہی کے گرد گھومتی تھی۔ ماموں جان مرحوم کو میری اردو بہت پسند تھی۔ دوسرے بچوں کی طرح ہما کو پالک کی بھجیا پسند نہیں تھی، ایک دن شام ہم معمول کے مطابق چھ سے سات بجے کے درمیان رات کا کھانا کھا رہے تھے میں دیکھ رہا تھا کے ہما نے بھجیا کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ میں نے ڈش کو ان کی طرف بڑھا کر کہا، شوق فرمایئے، نہایت ملعین ہے۔ ہما کی سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا البتہ ماموں جان واضح طور پر مسکرائے۔ ان کے پاس اردو ادب کی اچھی خاصی لائبریری تھی، ان کے پسندیدہ مزاح نگار رشید احمد صدیقی تھے۔ میں اُن کے لیے یوسفی صاحب کی دو کتابیں "چراغ تلے" اور "خاکم بدہن" لے گیا تھا، جو انھیں بہت پسند آئیں۔

سید خالد کمال

کیا کیا ہمیں یاد آیا، جب یاد تیری آئی، ماموں جان کی ایک ادائے آمد و رفت یہ بھی تھی، ہم کسی میز بان کے گھر سے رخصت ہوں تو میری اور ہما کی ذمہ داری تھی کے گاڑی کے بیک سیٹ سے میز بان کو یا میز بان ہم کو وقتِ رخصت ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہیں اور یہ بھی عام بات تھی کہ بچوں یا بالغان میں سے کوئی میز بان کی مدارات کے لیے اُن کو اگلے شکریہ کا فون کریں۔ میں نے ان کے منہ سے بلکہ کسی نے بھی ان کے منہ سے حرف شکایت نہیں سنا۔ وہ جب بہاولپور کی سڑی گرمیوں اور مکھیوں کے غولوں والی بدبودار کُھڈیاں بغیر کسی شکوے کے استعمال کرتے تھے۔ جو انھوں نے جوانی میں کی ہوں تو کی ہوں ورنہ ماضی بعید کی بات تھی۔ امریکہ سے واپسی پر وہ ایک بار ٹیکسلا ہم سے ملنے پیسنجر ٹرین سے پہنچے اور واہ جانے کے لئے ٹانگہ کر لیا۔ شام کے دھندلکے میں شاید انہیں درست پتہ معلوم نہیں تھا یا ٹانگے والا واقف نہیں تھا اور ٹیلیفون اس زمانے میں عام نا تھے۔ جب رات ہو گئی تو ٹانگے والے نے کہا باؤ جی اب تو بہت دیر ہو گئی ہے میرے ساتھ گھر چلیں میں آپ کو صبح سویرے جگہ پر پہنچا دوں گا۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، لہٰذا انھوں نے ٹانگے والے کے کچے گھر میں ایک بان کی کھری چارپائی پر رات گزاری۔ اگلے دن ٹانگے والا ان کو ہمارے گھر چھوڑ گیا۔ آپ میں سے کسی نے نا تو کچا گھر دیکھا ہے نا چارپائی اور نا ہی گرمیوں کی راتوں میں مچھروں کی یلغار۔ یقیناً ماموں جان کے لیے وہ رات جان لیوا رہی ہو گی۔ مگر ہم سب سے ملنے کے لیے سب کچھ برداشت کیا۔ پروفیسر ہونے کے باوجود وہ نہایت کم گو تھے، ہر جملہ نپا تلا چاہے، انگریزی میں ہو یا اردو میں ہر لفظ واضح ہوتا تھا۔ اس زمانے میں، میں نے غیر ارادی طور پر ان کا طرز گفتار اپنا لیا تھا۔ روزانہ رات کے کھانے کے بعد ہم لوگ سی بی سی نیشنل دیکھا کرتے تھے۔ ماموں جان کو ہالی وڈ کی نئی اور پرانی موویز بہت پسند تھیں، جمعہ اور ہفتے کی شام ہم کبھی دو یا تین موویز لگاتار دیکھتے اور صبح چار بجے ناشتہ کر کے سوتے۔

ان کے طرزِ تکلم کی وجہ سے میرا دل چاہتا تھا وہ بولیں کوشش سے ایسے سوال نکال کر لاتا تھا جو اُن کی دلچسپی کے بھی ہوں، مجھے جواب سے دلچسپی ضرور ہوتی تھی لیکن میں تو ان کے طرزِ گفتار کا شیدا تھا، وہ عام طور پر میرے سوال کا مدلل اور مختصر جواب دیتے پھر خاموشی۔ لیکن ایک سوال تھا جس کا جواب وہ ہمیشہ اثبات میں دیتے تھے اور وہ تھا ما چائے بناؤں۔ مرحوم دو چیزیں دنیا بھر سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لاتے تھے، ایک تو چائے دوسری سگریٹ۔ جب مجھے اپنے پہلی جاب کی پہلی تنخواہ ملی تو میں نے شام کے کھانے کے بعد ان کی نذر کر دی۔ اُنھوں نے انتہائی شفقت سے وصولی کی اور پھر واپس کر دی اور کہا جب ہم بوڑھے ہو جائیں تو ہماری مدد کر دینا۔ میں نے کینیڈا پہنچ کر چند مہینے ہی کام کیا ہو گا کہ مختلف قسم کی بیماریوں نے آ گھیرا، پہلے کمر کا ایک آپریشن ہوا، پھر دل میں ایک وائرس نے گھر کر لیا، اس بیماری نے آئندہ ڈیڑھ سال تک کچھ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ میں کیا کیا حال سناؤں ان کی نوازشاتِ بے جا کا۔ جتنے دن میں اسپتال میں تھا، روزانہ مجھے دیکھنے آتے۔ کبھی کتاب، کبھی رسالہ ہاتھ میں ہوتا۔ ایک دن انھوں نے موٹا سا پیکٹ

میری طرف بڑھایا۔اس میں کارڈ اور لفافے تھے کہنے لگے تم ہاسپٹل کے اسٹاف کا شکریہ ادا کرنا، تم چاہو تو ان کارڈ پر اپنے دستخط کر کے اُن کو دے دینا۔ یہ تھینک یو نوٹس تھے۔ اپریل سنہ 74 میں ماموں، ممانی اور ہما پاکستان جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ماموں جان کو اس بات کی فکر تھی کہ میں خالد کو اکیلا چھوڑ کر کیسے جاؤں۔ انھوں نے ایک پاکستانی اسٹوڈنٹ سے کہا کہ وہ چھٹیوں میں ہمارے گھر رہ جائے۔اس طرح مجھے کچھ راحت ہو جائے گی۔ ماموں اور فیملی ستمبر کے شروع میں کینیڈا واپس آئے۔ واپس آنے کے ہفتے بھر بعد ہی ان کو یونیورسٹی کے اوقات میں ہارٹ اٹیک ہوا، اور انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا گیا۔ حالت بہتر ہونے پر عام وارڈ میں منتقل کیا گیا، وہاں ان کو ایک دورہ اور پڑا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اتوار کا دن تھا اور میں شہر سے باہر تھا ماموں کے آنے سے پہلے ہی میں کالج کے ہاسٹل میں منتقل ہو چکا تھا۔ جیسے ہی مجھے خبر ملی میں اسپتال پہنچا جہاں میں نے ان کا آخری دیدار کیا۔ میں ان کی تمام آخری رسومات میں شریک تھا۔ ان کے ایک گہرے دوست اور پادری نے ان کی یولیجی پڑھی سارے وقت مجھے یہ لگتا رہا کہ ماموں کسی لمحے اپنی مخصوص مسکراہٹ اور اپنے اوور کوٹ سمیت دروازے سے برآمد ہوں گے، میں نے برسوں اپنے آپ کو اس بات پر کوسا کہ جب وہ رخصت ہو رہے تھے تو میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں کیوں نہیں تھا، وہ انتہائی نجی انسان تھے، اپنا دکھ انھوں نے ہمیشہ اپنے دل میں رکھا، لیکن انھوں نے اپنا ایک درد مجھ سے بھی بانٹا انھوں نے سائی کولوجی میں کراچی یونیورسٹی میں ٹاپ کیا، فل برائٹ اسکالرشپ پر صف اول کی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا، ان کی خدمات پر ان کو پریزیڈینشل مڈل آف اونر ملا اور وائٹ ہاؤس میں امریکی صدر جونسن سے ملنے گئے، جب وہ پہلی بار پاکستان آئے تو اپنے پروفیسر کی آشیر واد لینے کے لیے کراچی یونیورسٹی گئے۔ اپنی کامیابیوں کی داستان سنائی لیکن پروفیسر صاحب کی سماعت اور سمجھ میں صرف یہ بات آئی کے تم پانچ سالوں میں امریکہ سے گاڑی بھی نہ لا سکے۔ خاندان ہی نہیں برادری کا شاید ہی کوئی فرد ہو جس سے انھوں نے ٹوٹ کر خاموش محبت نہیں کی۔ میں نے صرف ایک بار ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھے اور وہ اس وقت مجھے یہ ہدایت کر رہے تھے کے آئندہ چند دنوں میں کچھ بل آنے والے ہیں وہ وقت پر ادا کر دینا۔ میں نے پہلی بار یہ سمجھا کے وہ انسان ہیں، دیوتا نہیں میرے دل میں آج بھی ان کے لیے وہی جگہ ہے، جتنے دن مجھے اُن کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا وہ میری خوش قسمتی کے دن تھے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

مقصدِ حیات

مسز درخشاں جعفری

میں اکثر سوچتی ہوں بلکہ یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ ہم میں سے ہر شخص دل کے نہہ خانوں میں یہ احساس ضرور رکھتا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دُنیا میں ایک خاص مقصدِ حیات اور اپنی بندگی کے لیے بھیجا ہے اور یہی زندگی کا اصل سچ بھی ہے کہ اپنے رب کی عبادت اور پیارے رسول ﷺ کی اتباع اوّلین مقصدِ حیات ہونا چاہیے۔ مگر ہوا یہ کہ انسان دُنیا میں آنے کا مقصد بھول کر صرف دُنیاوی خواہشوں، آسائشوں اور لذتوں کا شکار ہو کر رہ گیا۔ ماں کی گود سے گور تک خواہشات کا ایک سلسلہ ہے، ایک خواہش پوری ہوتی نہیں کہ دوسری سر اُٹھائے ذہن و دل میں کشمکش برپا کیے رکھتی ہے۔

زندگی ایک کتاب ہے جس کا خالق و مالک ہمارا ربّ ہے اُس مالکِ کائنات نے جو لکھ دیا اُس سے سَرِ مو انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھی حضرتِ انسان اپنی تمناؤں کے انبار تلے دبا خود زندگی کو اجیرن بنائے رکھتا ہے اور پھر مزید کی آرزو دیوانہ بنائے رکھتی ہے۔ انسان ہر چیز کو دولت کے پیمانے میں رکھ کر زندگی کو حسرت و تشنگی کے ساتھ بسر کرتا ہے۔ ایک خوبصورت متوازن زندگی گزارنے کے بجائے اپنے آپ کو نفس کی خواہش کا قیدی بنالیتا ہے۔ قناعت، عبادت، فکر، جستجو و ادراک سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہم صرف نفس کے غلام بن کر سوچنے سمجھنے سے معذور ہو جاتے ہیں۔ اور ہم ہی کیا ہمارے حکمران، رہنما، دانشور احساس و فکر سے عاری، نام نہاد سیاستدان جن پہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اُنہیں مال و زر جمع کرنے سے فرصت نہیں، وہ ذمہ داری نبھانا کیا جانیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ آخر ان کی ہوس کی کچھ انتہا بھی ہے کہ نہیں۔ ان ضمیر فروش حکمرانوں کی پیسے کی ہوس کیا انہیں موت سے بچالے گی۔ جانا تو آخر اسی مٹی میں ہے یا ان کے پاس کوئی جادوئی چھڑی ہے جو یہ حشر تک اپنے محلوں میں زندہ رہیں گے۔ یہ نفس کے غلام پیسے کے پُجاری روزِ قیامت تو جوابدہ ہوں گے انشااللہ۔

لیکن صرف ان دولت کے اندھے پُجاریوں کو برا بھلا کہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہمیں خود اپنا احتساب بھی کرنا ہوگا کیونکہ مواقع بھی تو ہم ہی دیتے ہیں۔

کرپشن۔ کرپشن کا نام سنتے کان پک گئے، کیوں ہوتی ہے یہ کرپشن۔ کسی نہ کسی حد تک ہم بھی وجہ ہیں، ہمارا عمومی رویہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں کچھ کام رُکا چلو بھئی کچھ دے دلا کر جان چُھڑاؤ۔ یہ ہے بنیادی وجہ نیچے سے اُوپر تک بس ہمارے مفاد پر زد نہ پڑے:

ہر شخص با اُصول ہر شخص با ضمیر

اپنی ذات تک، ذاتی مفاد تک

ہم اگر اجتماعی طور پر نہ سہی انفرادی کوششوں سے ہی اپنی بے لگام خواہشات و آسائشوں کو قدرے کم کر لیں، خود اپنے آپ اور بچوں میں قناعت پسندی کا رجحان پیدا کریں تو شاید یہ سلسلہ کسی طور کم ہو۔ ہم اپنے گریبانوں پر نظر ڈالیں تو ہم خود ہی اس بھیڑ چال کا شکار ہیں، کہیں آسائشوں کی تشنگی تو کہیں عبادتوں کی تشنہ لبی اور کبھی ضرورتوں کی مجبوری۔ کبھی زندگی ہی سے شکایتیں ہم زندگی کو جی نہیں رہے بلکہ گزار رہے ہیں:

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے

بج رہا ہے اور بے آواز ہے

اس بے آواز ساز کو بجانے کے بجائے ہمیں آواز اُٹھانی ہو گی کہ زندگی پر ہمارا بھی حق ہے صرف ان بے ضمیر بے حمیت نااہل حکمرانوں کی نہیں جو محض اپنی انا اور خواہشوں کے غلام، جنھیں نہ ملک و قوم سے غرض نہ وطن کی خودداری و پاسداری کا پاس، نہ آزاد وطن کی آبرو کا خیال۔ بس ان کا کشکول بھرا رہے ان جیسے نام نہاد حکمرانوں کے لیے ہی شاعر نے کہا ہے:

سودا عجیب کرنے لگا ہے امیر شہر
سونا خرید لایا ہے تلوار بیچ کر
دار و رسن کی راہ دکھاتے تھے شاد جو
پہنچے ہیں منزلوں پہ وہ دستار بیچ کر

یہ زندگی یہ پیارا وطن اللہ کی امانت ہے۔ کاش کہ ہم اس کی حفاظت کر سکیں، مگر حفاظت تبھی کر سکیں گے جب ذہن پاکیزہ ہوں، دل میں درد ہو دوسروں کا احساس، وطن کی عزت و وقار کا خیال اور لبوں پہ کلمہ حق کہنے کی ہمت۔

آخر میں یہ کہنے کی جسارت کر رہی ہوں کہ میں نے انفرادی طور پر کچھ کہنے کی بات کی تو فوراً ہی دل میں خیال آیا کیوں نہ میں اس رواں ماہ اپنی کسی ایک خواہش سے دستبردار ہو جاؤں، گھر کے سب افراد کسی نہ کسی چھوٹی سی خواہش سے کنارا کر لیں تو یہ عمل خود بخود اجتماعی بن جائے گا۔

آپکا کیا خیال ہے۔ دعاؤں کی طالب

Tribute to Major Hasan

Mrs. Lubna Wasti

D/O Syed Muhammad Ahmed Wasti

Maj Hasan Shahbaz passed out in 2009 and joined his father's parental unit of Punjab regiment. he has served in Siachen, Orakzai, Khyber, North and south Waziristan agency and has been part of numerous operations against terrorists. He led various operations but one stood out in Operation Khyber, where he successfully conducted an operation and captured a very significant feature of Bazusar Top which overlooked and completely dominated Anjani village, this village was used by terrorists as an harbor and a hide-out. By capturing the Top terrorists activities were stopped from the village and due to this successful operation , bazusar top was named as Hasan Post.

Tribute to Major Hussain

Col (R) Rahat Shahbaz

Maj Hussain Shahbaz was commissioned in 10 Punjab Regiment after successfully completing training in PMA. Initially he joined Infantry and took the pride of being the third of his family to join 10 Punjab. He has served in UN Msn Congo, border duties, flood relief duties in infantry and later on joined Aviation. He has now successfully completed 2000hrs and is qualified on MFI 17 aircraft and Ecurueil helicopter. Officer was awarded Chief of the Army Staff Commendation card and Imtiazi Sanad for flying in Siachen which is considered toughest flying in the world. Presently officer is flying in support of war against terrorism in Kpk. In 2012 his battalion was sent to Orakzai Agency to eradicate terrorism and bring back peace. He was given duty of quick reaction force commander as the battalions frontage extended to 48Km and a potent force which could deliver a hard blow was felt necessary. Terrorist were quite strong and infested all over the place so it was planned to take over their initiative by capturing the highest ridge line which dominated lower Orakzai. Maj Hussain(Captain back then) was entrusted with this task as it was considered next to impossible due to terrain difficulty and terrorist infestation. It took 12 hours of rigorous climb with combat load and using no light as an aid as alerting terrorists would had been fatal to capture the peak. On this gallantry achievement that peak was named after Maj Hussain.

Corruption Of Us Mortals

By Rayyan Syed

The privileged life is one of guilt,
It's easy to destroy what has been built.
The Earth's beauty is flora and fauna.
Why add the corruption of Pakistan,
Or the pain of Afghanistan;
The destruction of Iran,
The revolt of Oman?
Israel and Palestine?
Everything's fine,
Till we feel the pain
Of Russia vs Ukraine.
We have too much war.
Yet we still want more.
Until it comes to us,
Until it hurts us.
Power is how the world pulls
The corruption of us mortals.

It's a matter of immense pleasure that the above poem written by **Rayyan Syed** has been selected in a competition conducted by Austin Peace Academy across USA for publication in a children's poetry book to be published in Nov'24.

Rayyan, a thoughtful and curious 14-year-old with a passion for reading. Books are his gateway to exploring new worlds and ideas, from epic adventures to deep dives into history and politics. Recently, Rayyan's interests have expanded as he's become more aware of issues impacting the real world. So his first ever poem reflects his concern about global issues.

Rayyan, is son of Mr. Syed Sajjad Ahmed & Ms. Syeda Hira Mohsin, Grand son of Mr. Syed Khursheed Ahmed & Ms. Syeda Humaira Khursheed from paternal side and M. Syed Mohsin Kamal & Ms. Syeda Asma Mohsin from maternal side. He lives in Austin, Texas, USA with his parents.

Food

By Azlaan Syed

From savory to bitter, bitter to sweet.
I wonder which food to eat.
Whenever I smell the aromas, the scent
My desire to eat will never end.
But now I'm fasting
To worship the Ever Lasting
Only eating twice a day
Oh, what to say, what to say?
Our dinner is like heaven
Feels like it's never endin'
Then comes back the regular
The food still spectacular
Almost any and every
Like pasta and cheesy macaroni
Is super good.
How I'll always love food.

It's a matter of immense pleasure that the above poem written by **Azlan Syed** has been selected in a competition conducted by Austin Peace Academy across USA for publication in a children's poetry book to be published in Nov'24.

Azlaan, the foodie enthusiast born in Feb'12 with a dream of cooking and creating art out of high-quality food. With his refined interest in all things food, he wrote his first poem about food.

Azlaan is son of Mr. Syed Sajjad Ahmed & Ms. Syeda Hira Mohsin, Grand son of Mr. Syed Khursheed Ahmed & Ms. Syeda Humaira Khursheed from paternal side and M. Syed Mohsin Kamal & Ms. Syeda Asma Mohsin from maternal side. He lives in Austin, Texas, USA with his parents.

ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی اور عالمگیر ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل
کے تعاون سے ہینڈ پمپ نصب کیے گئے

صدقہ جاریہ	تعداد	رقم	بتوسط
مرحوم سید اظہارِ رحمت	۱	۲۵۰۰۰	سید فرخ غنی
مرحومہ سیدہ عامرہ خاتون			
مرحوم سید فصیح الدین آفتاب	۱	۲۵۰۰۰	سید مظہر آفتاب
مرحومہ شائستہ شمیم	۱	۲۵۰۰۰	مسز عالیہ فرحان
مرحوم سید عرفانِ رحمت	۱	۲۵۰۰۰	سید سلیمان غنی
مرحومہ انیس فاطمہ			
مرحوم سید محمد تنظیم واسطی	۱	۵۰۰۰۰	سید عدنان واسطی
مرحوم سید محمد شمیم	۱		
مرحوم سید ریاض الدین احمد	۱	۵۰۰۰۰	سید خاور ریاض
مرحومہ عصمت النساء	۱		
مرحوم محمد احمد واسطی	۱	۲۵۰۰۰	ڈاکٹر ثمینہ واسطی
مرحومہ بیگم شہناز قمر واسطی			
مرحوم محمد قیوم صدیقی	۱	۵۰۰۰۰	فواد صدیقی
مرحومہ بیگم ثریا قیوم صدیقی	۱		
مرحوم سید خلیل احمد جعفری	۱	۲۵۰۰۰	ایس۔این۔اے جعفری
سید عارف مہتاب (اہل خانہ)	۱	۲۵۰۰۰	سید عارف مہتاب
مرحوم حافظ سید عبدالغنی	۱	۲۵۰۰۰	سید فرخ غنی
مرحومہ نواب بانو بیگم			
سید نورالحسن	۱	۲۵۰۰۰	ڈاکٹر قاضی محمد فیروز
سیدہ سائرہ خاتون گلاؤٹھوی			
سید رضیہ پروین	۱	۵۰۰۰۰	سید عارف سلطان
سیدہ حنیفہ خاتون			

فلسطینی خواتین کے حجاب کی مد میں بھیجی جانے والے رقم

نمبر شمار	نام	امداد
1	محترم ارقم سعید	10000/-
2	مسز رفعت وسیم	5000/-
3	مس ایمان طاہر	1000/-
4	محترم حمزہ طاہر	1000/-
5	محترم عبدالسلام معرفت ظفر شان جعفری	10000/-
6	بیگم نظام الدین فرجاد	5000/-
7	سید مصطفیٰ کمال	20000/-
8	محترم خورشید واسطی	20386/-
9	مسز مونس فاطمہ	25000/-
10	ڈاکٹر ثمینہ واسطی	25000/-

ادارہ اخوان السادت گلاؤ ٹھی نے اس سال خاندان کے حج کرنے والے حاجیوں کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔اور تمام حجاج کرام کو حج کی سعادت حاصل کرنے پر ادارہ کی جانب سے مبارکباد پیش کی گئی۔ جن لوگوں اس عشائیہ میں شرکت کی اُن میں سید آفتاب عالم زیدی، جناب جناب بدر عالم زیدی، جناب علی سلمان، جناب خضرا علی، جناب سعد جعفری ، جناب عمر سعد، جناب مونس فاطمہ، محترمہ امان شہباز، محترمہ رفعیہ امان، جناب وقاص واسطی، محترمہ نسیہ وقاص، محترم کشور احتشام ،حوالہ: پروفیسر شاہد ہادیہ ارم (سعودی عرب)، جناب تیمور خواجہ (سعودی عرب) شامل تھے۔اس موقع پر ایگزیکٹو ممبران اخوان السعادت گلاوٹھی بھی موجود تھے۔

شادی خانہ آبادی

ہمارے ادارے کے بعض معزز اراکین کو شادی کی دلی مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل افراد کی ازدواجی زندگیوں کو کامیاب کرے اور انھیں ہمیشہ خوش وآباد رکھے۔ آمین

کومل فرخ دختر سید فرخ غنی کا نکاح طلحہ آصف کے ساتھ ہوا

عائشہ محسن بنت سید محسن کمال کا نکاح ہاشم صاحب کے ساتھ کراچی میں منعقد ہوا۔

حسن نجیب کے نکاح کی تقریب کراچی میں منعقد ہوئی۔

إنا لله وإنا إليه راجعون

جانے والوں کی یاد آتی ہے

ہمارے ادارے کے درج ذیل معززین جو ہم سے جدا ہوگئے۔ ادارے کے اراکین ان کی فیملی سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر سید مبین اختر، کراچی

رئیسہ بیگم زوجہ سید سلطان احمد (ہاپوڑ والے) کراچی

سید وسیم فواد ولد سید شمیم اختر، کراچی

فرزانہ نفیس دختر سید افتخار الحسن، کراچی

خرم آفتاب ولد سید آفتاب عالم، کراچی

حسینہ شجاعت، حیدرآباد

زبیر والدہ لبنیٰ واسطی، کراچی

سید واحد علی شاہ ولد سید حامد علی، اوچ شریف

عابد علی، بہاول پور

والدہ اریبہ انصر، کراچی

شاہانہ شارق زوجہ محمد علی، کراچی

ابو بکر (ذیشان) والدہ اسماحشمت، کراچی

مسز یاسمین حشمت دختر سید ضیاالرحمن، کراچی

سید مظفر اقبال ولد سید ظہور الحسن، کراچی

سید منصور عاقل ولد قاضی سید حبیب اللہ، اسلام آباد

ادارہ اخوان السادات اور سید فاؤنڈیشن کے تعاون سے سماجی خدمات

طبّی امداد

- اسلامک میڈیکل سنٹر راولپنڈی میں خصوصی طور پر ایک معذور خاتون کو-/25000روپے ماہانہ کا اجرا کیا جاتا ہے۔
- تھیلیسیمیا کے بچوں کے علاج کے لیے عمیر ثنا ویلفیئر فاؤنڈیشن کو-/25000روپے ماہانہ عطیہ دیا جاتا ہے۔
- ایک ضرورت مند مریض کے لیے-/14000روپے کی ادویات فراہم کیں۔

تعلیم

- SMIU میں زیر تعلیم طالب علم کے لیے سمسٹر فیس کو پورا کرنے کے لیے جو اس کے تعلیمی سفر میں معاونت کرتا ہے اور اسے مالی پریشانیوں سے نجات دلاتا ہے۔-/15000روپے کا فنڈ فراہم کیا۔
- طالب علم کو یونیفارم خریدنے کی غرض سے-/5000روپے کی مدد فراہم کی گئی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس کے پاس اسکول کے لیے ضروری لباس موجود ہو۔

اشیاء ضرورت

- دارالسکون کشمیر روڈ برائے معذور بچوں کو ناشتے کے لیے سیریل اور سیریلیک باکس فراہم کیے گئے۔
- 44ضرورت مند خاندانوں کو-/1000روپے فی خاندان گروسری واؤچر دیئے گئے تاکہ وہ ضروری اشیاء کی خریداری کر سکیں۔

مالی امداد:

- 8ضرورت مند خاندانوں کی کفالت کے لیے-/68,000روپے کی مالی امداد دی گئی۔
- اورنگی ٹاؤن میں ایک مستحق خاندان کے گھر کی دیوار کی تعمیر کے لیے-/32,000روپے کا فنڈ فراہم کیا گیا، جسے حالیہ بارشوں کے دوران شدید نقصان پہنچا تھا تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے تاکہ خاندان قدرتی آفات سے اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کو ممکن بنا سکے۔

صدقہ:

- اعزا کی ہدایت کے مطابق تین بکرے ذبح کیے گئے اور ضرورت مند خاندانوں میں گوشت تقسیم کیا گیا۔

12 ربیع الاول:

- 12 ربیع الاول کو ہم نے تین خصوصی تقریبات کا اہتمام کیا۔ پہلا پروگرام دارالسکون اولڈ ہاؤس میں ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا، جہاں ہم نے کباب پراٹھا اور حلوہ پیش کیا۔ دوسرا پروگرام یتیم خانہ الفرقان ہومز میں موجود یتیم بچیوں کے لیے ان لمحات کو یادگار بنادیا۔ اس موقع پر بریانی اور گلاب جامن سے ان کی تواضع کی گئی۔ تیسرا پروگرام دارالسکون کشمیر روڈ پر ۳۰۰ افراد کے لیے بریانی پیش کی گئی۔
- 17 ربیع الاول کو آئیڈیریو اسکول فار ڈیف اینڈ بلائنڈ میں میلاد کا اہتمام کیا گیا اس موقع پر مٹھائی پیش کی گئی۔
- 23 ربیع الاول کو ڈس ایبلڈ ویلفیئر ایسوسی ایشن کی جانب سے خصوصی ضرورت مند افراد کے لیے میلاد پر عشائیے کا اہتمام کیا گیا۔

کھانوں کا اہتمام:

جناب عدیل احمد ہاشمی اور فیملی، محترمہ ماہین جواد اور محترم قاسم جواد، محترمہ رخشندہ راشد، سید راشد علی جعفری، جناب شکیب سعید، محترمہ فاطمہ لاکھانی، محترم ایس۔ ایم۔ محسن اور فیملی، محترم سید منصوب علی زیدی اور فیملی۔

مرحوم سید صفدر علی اور فیملی، مرحوم سید محمود حسن واسطی اور فیملی، مرحوم عثمان غنی راشد اور مرحومہ نزہت عثمان، مرحوم ڈاکٹر شمیم الدین احمد اور مرحومہ افتخار شمیم، مرحوم فصیح الدین احمد سید، مرحوم ایس۔ ایم عقیل

مئی 2024ء

دارالسکون میں چار مرتبہ کھانا دیا گیا۔ آئیڈیریو اسکول فار ڈیف اینڈ بلائنڈ کے چار مرتبہ کھانا دیا گیا۔ آشیانہ ٹرسٹ۔ سینئر سٹیزن لیونگ کے لیے چھ مرتبہ کھانا دیا گیا۔ احساسِ بشر کے تعاون سے لنچ بکس تقسیم کیے گئے۔ یتیم خانہ الفرقان ہومز میں تین مرتبہ کھانا دیا گیا۔ کھیلوں سے متعلق نابینا افراد کے لیے لنچ کا انتظام کیا گیا۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ اسٹیڈیم کیماڑی کی تقریب کے دوران سو افراد کے لیے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ آرام باغ میں پینتیس افراد کے لیے ریفرشمنٹ کا انتظام کیا گیا۔

جون 2024ء

دارالسکون میں پانچ مرتبہ کھانا دیا گیا۔ آئیڈیریو اسکول فار ڈیف اینڈ بلائنڈ کے پانچ مرتبہ کھانا دیا گیا۔آشیانہ ٹرسٹ۔ سینئر سٹیزن لیونگ کے لیے سات مرتبہ کھانا دیا گیا۔احساسِ بشر میں ایک دفعہ لنچ بکس تقسیم کیے گئے۔ یتیم خانہ الفرقان ہومز میں ایک مرتبہ کھانا دیا گیا۔

جولائی 2024ء

دارالسکون میں تین مرتبہ کھانا دیا گیا۔آشیانہ ٹرسٹ۔ سینئر سٹیزن لیونگ کے لیے چھ مرتبہ کھانا دیا گیا۔احساسِ بشر کے تعاون سے لنچ بکس تقسیم کیے گئے۔

اگست 2024ء

دارالسکون میں پانچ مرتبہ کھانا دیا گیا۔آشیانہ ٹرسٹ۔ سینئر سٹیزن لیونگ کے لیے چھ مرتبہ کھانا دیا گیا۔آئیڈیریو اسکول فار ڈیف اینڈ بلائنڈ کے چار مرتبہ کھانا دیا گیا۔ یتیم خانہ الفرقان ہومز میں دو مرتبہ کھانا دیا گیا۔احساسِ بشر کے تعاون سے لنچ بکس تقسیم کیے گئے۔

ستمبر 2024ء

دارالسکون میں چار مرتبہ کھانا دیا گیا۔ آشیانہ ٹرسٹ۔ سینئر سٹیزن لیونگ کے لیے نو مرتبہ کھانا دیا گیا۔آئیڈیریو اسکول فار ڈیف اینڈ بلائنڈ کے چھ مرتبہ کھانا دیا گیا۔ یتیم خانہ الفرقان ہومز میں دو مرتبہ کھانا دیا گیا۔

خبر نامہ

ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی

نمایاں شخصیات کی ڈائریکٹری زیر ترتیب ہے

ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی نے فیصلہ کیا ہے کہ خاندان میں موجود اپنے اپنے شعبہ جات کے ماہرین کی ڈائریکٹری تیار کی جائے۔ جس میں ان غیر معمولی لوگوں کے کوائف درج کیے جائیں۔ ان شعبوں میں سینیر بینکرز، سینیر ڈاکٹرز، سینیر وکلا، سینیر پروفیسر اور اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے سربراہان شامل کیے جائیں گے۔ لہٰذا آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ اپنے کوائف جلد از جلد ارسال کریں تاکہ ڈائریکٹری کی اشاعت ممکن ہو سکے۔

توجہ فرمائیں

تمام اراکین ادارہ سے التماس ہے کہ واٹس اپ گروپ میں سیاسی، مذہبی، لسانی بحث سے پرہیز کریں اور غیر مصدقہ اور غیر ضروری پوسٹ اور خبریں ارسال کرنے سے اجتناب کریں صرف متعلقہ پوسٹ اور خبریں ارسال کریں کیوں کہ برادری کے واٹس اپ گروپ کے کچھ اغراض و مقاصد اور اصول ہیں جس کی پابندی تمام اراکین کو کرنی چاہیے امید ہے کہ تمام اراکین اس ہدایت پر عمل کریں گے۔

ملازمت کے لیے رابطہ

ایسے اراکین جن کے پاس کوئی ملازمت ہو تو براہ مہربانی اس کی تفصیل ادارہ کو بھجوادیں تاکہ خاندان میں اسے مشتہر کیا جاسکے اور خاندان کے اہل افراد اس سے مستفیض ہو سکیں۔

گوشہ اطفال

ادارے کے اراکین کے بچے/بچیاں جن کی عمر ۱۵ سال تک ہے۔ "رابطہ" کے لیے اپنی نظمیں اور کہانیاں ارسال کر سکتے ہیں، جنھیں مختص صفحہ پر شائع کیا جائے گا۔ اس کا مقصد بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ اور اُن کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ نظمیں اور تحریریں درج ذیل ای میل پر ارسال کی جاسکتی ہیں۔

email: akhwan.gulaothi@gmail.com

فیس بک پیج

اراکین سے درخواست ہے کہ ادارے کے آفیشل فیس بک پیج کے مندرجہ ذیل لنک پر منسلک ہو جائیں۔

https://www.facebook.com/share/xZAwDfNZ9ezosttg/?mibextid=A7sQZp

تاکہ خبریں، اطلاعات اور خاندان کی دیگر معلومات سے بروقت آگاہی حاصل کر سکیں۔

نوٹ: خاندان میں کسی بھی غیر معمولی سرگرمی پیدائش، وفات، شادی، تعلیمی شعبے میں غیر معمولی نتائج، کھیل کے میدان میں غیر معمولی کارکردگی کی اطلاع بھی فراہم کرنے کی درخواست ہے جسے خبر نامہ میں شامل اشاعت کیا جائے گا۔ (مدیر)۔

معلومات کے لیے

معتمد ادارہ سے مندرجہ ذیل نمبرز پر رابطہ کریں۔

0335-3155777

021-34521141-42-43

email: akhwan.gulaothi@gmail.com

RABTA

Office: 15-G, First Floor, 43rd Street, Block-6, P.E.C.H.S. Karachi.

021-34521141-42-43 / 0335-3155777

akhwan.gulaoti@gmail.com

https://www.facebook.com/share/xZAwDfNZ9ezosttg/?mibextid=A7sQZp